ULLS — Urdu Language & Literature Research

Mairaj

Vol 2, Issue 2

https://www.mairaj.pk editor.mairaj@gmail.com

ISSN Online 2959-2089 ISSN Print 2959-2070

یاسمین کوثر

پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اُردو، وفاقی اُردو یونیورسٹی برائے فنون، سائنسز و ٹیکنالوجی، اسلام آباد

ڈاکٹر فہمیدہ تبسم

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، وفاقی اُردو یونیورسٹی برائے فنون، سائنسز و ٹیکنالوجی، اسلام آباد

بہاؤ کا ماحولیاتی مطالعہ

Yasmeen Kauser

PhD Scholar, Urdu Department,Federal Urdu University of Arts, Sciences and Technology Islamabad

Dr. Fehmida Tabassum

Associate Professor, Urdu Department,Federal Urdu University of Arts, Sciences and Technology Islamabad

Environmental Study of “Bahao”

Ecocriticism is an important theory among the new critical theories. Its formal inception in Western literature can be seen after the eighth decade of the last century. It took a long time to establish itself and gain acceptance there. Ecocritics were able to fully explain and use it in literature only after the 1990s.The term Ecology emerged in the middle of the 19th century. The name of German Biologist Ernst Haeckel is associated with this term.Ecology studies the relationship of living organisms with the environment and the ways they cope with it. When the term Ecology was used in literary criticism, it became known as eco-criticism. In Urdu, it has been translated as environmental literary criticism.Initially, Cheryll Glotfelty is credited with promoting this theory, and she is also considered the first American Ecocritic. According to Cheryll, environmental literary criticism is the study of the relationship between environment and literature. Just as feminist studies studied literature based on gender differences and Marxist criticism examined literature from a class perspective, Ecocriticism is based on earth-centered studies. In this context, literature, culture, and environment are of fundamental importance.Environmental literary criticism is different in every way from its contemporary movements that focus on the individual and society. The biggest driver of ecocriticism is the threats to nature. This theory not only describes the relationship between literature and the environment, but also takes into account the things that humans have associated with nature.Ecocriticism applies ecological concepts to literature. It studies the system of relationships between human culture and nature that is based on equality and mutual respect rather than the dominance or monopoly of one. Ecocriticism considers the atmosphere, environment, natural landscapes, culture, lifestyle, methods, locality, and rural environment present in literature and the way they are described. The preferences of environmental literary criticism include exploring indigenous and local characteristics in literature, identifying the threats they face, and proposing solutions to them.The theory of environmental literary criticism was introduced in Urdu literature in the 21st century. The first novel written in the context of ecocriticism is "Pagal Khana" by Hijab Imtiaz Ali.

Keywords: literary criticism , identifying, literature, proposing solutions, Marxist criticism

ہمارے ارد گرد جو بھی جاندار اور بے جان نباتات وحیوانات اور ان سے متعلقات پائے جاتے ہیں اس کا نام ماحول (Environment) ہے۔ اس میں انسان، جانور، پیڑ، پودے، ہوا، پانی، زمین وغیرہ سبھی شامل ہیں۔ یہی وہ قدرتی ماحول ہے جس میں انسان نے اپنے قرب وجوار کی تمام اشیاء کے ساتھ ہم آہنگی پیدا کرتا ہے اور کائنات کی نشوونما اور فروغ کے لیے مثبت اور اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس کو ماحولیاتی نظام (Eco-System) کہتے ہیں اور اس باہمی تعلق کے مطالعے کو ماحولیات (Ecology) کہا جاتا ہے۔ دنیا میں قدرت نے ایک ایسا نظام مرتب کر دیا جس میں انسان کی صحت اور ترقی، ماحول کی تمام اشیاء بشمول نباتات وحیوانات ہوا، پانی اور مٹی سے ہم آہنگی اور تعاون میں پوشیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات پیدا کیا ہے تاکہ وہ ماحول کی اہمیت کو جان پائے اور اس کو بہتر بنا سکے اور اس سلسلے میں مثبت کام ہو بھی رہا ہے۔ لیکن سچ یہ بھی ہے کہ انسان قدرتی وسائل کا مثبت استعمال کم اور اس کا استحصال زیادہ کر رہا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قدرت نے ماحول میں جو توازن قائم کیا تھا اس سے چھیڑ چھاڑ کرنے اور اس کو نقصان پہنچانے سے خود انسان کے وجود اور صحت کو خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ ماحولیاتی نظام حیاتیات کا وہ پہلو ہے جو اجسام نامیہ

(Living Bodies) کے باہمی تعلق نیز ان کے فطرتی ماحول سے تعلق کا مطالعہ کرتی ہے۔

ماحول گرد و پیش کے حالات، روشنی، حرارت، مٹی، پانی، وغیرہ کا مرکب ہے۔ ارضی عوامل جیسے سمندر سے دوری، سمندر سے اونچائی، زمین کی ڈھال اور حیاتی عوامل جیسے پیڑ پودے حیوانات، ننھے جاندار ماحول کے اہم عناصر ہیں۔ دنیا کے آغاز سے ہی زمین پر انقلابات آتے رہے ہیں۔ انہی انقلابات کے نتیجے میں پنجیا کا ٹکڑوں میں تقسیم ہونا زمین پر برفیلے دور کا آنا اور پھر پہاڑوں کی تعمیر اور ارضیاتی تاریخ نے ناقابلِ فراموش نقوش چھوڑے ہیں۔

ان تمام تبدیلیوں نے الگ الگ اور پھر مشترکہ طور سے زمین کی آب و ہوا اور ماحول کو تبدیل کرنے میں واضح کردار نبھایا ہے۔ تمدنی زندگی بہت سے مسائل کا مجموعہ تھی۔ باضابطہ نظام زندگی وضع نہیں ہوا تھا۔ جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔ قبیلوں میں آپسی جنگ۔ غربت، امارت کمزور اور طاقتور کے فسادات کے ساتھ ساتھ انسانوں کی دوسرے انسانوں پر بالادستی کی جنگ اور کش مکش جاری تھی۔

صنعتی تبدیلیوں کے ساتھ تمام تعمیری انقلابات اور تحریکوں پر پانی پھر گیا۔ صنعتی انقلاب نے قدرتی وسائل کا بے تحاشہ استعمال کر کے زمین کا سینہ چھلنی کر دیا۔ زمین کا گوشہ گوشہ کانوں سے بھر گیا۔ زیر زمین چٹانوں کا توازن بگڑنے سے زلزلوں کی شدت میں اضافہ ہونے لگا۔ جنگلوں کی کٹائی سے سیلاب کا سلسلہ عام ہو گیا۔ ماحولیاتی تنقید نیا تنقیدی نظریہ ہے۔ اس کا آغاز مغرب میں ہوا۔ لوگوں کی کثیر تعداد ماحولیاتی تنقید فطرت نگاری کے درمیان فرق نہیں کرتے۔

ناہید قاسمی لکھتی ہیں:

"منظر نگاری کا مطلب ہے سامنے نظر آنے والے کسی بھی طرح کے مناظر و مظاہر واشیاء کی عکاسی کرنا جب کہ فطرت نگاری سے مراد ہے نظر آنے والے اصلی اور قدرتی مظاہر واشیائے فطرت کے ساتھ ساتھ مخفی واصلی کیفیات مظاہر واشیائے قدرت کو بھی بیان کرنا شامل ہے"۔(1)

ماحولیاتی تنقید ایکالوجی کی اصطلاح انیسویں صدی کے وسط میں سامنے آئی ہیں جس میں جرمن ماہر حیاتیات ارنسٹ ہیکل کا نام بھی آتا ہے۔

قومی انگریزی لغت میں ایکالوجی کی تعریف کچھ اس طرح سے کی ہے۔

"حیاتیات کی ایک شاخ میں اجسام نامی اور ان کے ذی روح اور غیر ذی مجموعی ماحول کے مابین روابط کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ عمرانیات کی شاخ جس کا تعلق انسانی آبادیوں، ان کے ماحول، مکانی تقسیم اور ان سے جنم لینے والے ثقافتی نمونوں سے ہے"۔(2)

ایکالوجی کی اصطلاح جب ادبی تنقید میں استعمال ہوئی تو یہ ایکو کرٹی سیزم کہلائی۔ اُردو میں اس کا ترجمہ ماحولیاتی ادبی تنقید کے نام سے کیا گیا ہے۔ ماحولیاتی تنقیدی نظریہ ادب میں گہری اہمیت کا حامل ہے۔ اس کا تعلق فرد کی اعلیٰ اقدار کے ساتھ ہے ماحولیاتی تنقید میں فطرت کے متنوں کو دریافت کر کے متن میں ثقافتی نوعیت کی نمائندگی کرتی ہے جس سے معاصر رویوں کو سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے اور تاریخ کو تاریخ کے زاویوں سے ہی جانچا جاتا ہے۔ جس میں ادبی خدشات، تشکیل، تشکیک، ابہام، مسائل یا رد عمل زیر بحث آتے ہیں اور چرند پرند، نباتات، موسموں، زراعت، فضائی آلودگی کے مسائل پر ایک ادبی جمالیات اور تخلیقی یا تنقیدی طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ ماحولیاتی ادبی تنقید باقی تحریکات سے مختلف ہے۔ ماحولیاتی تنقید کا سب سے بڑا مقصد فطرت کو لاحق خطرات ہیں۔

ڈاکٹر اورنگ زیب نیازی لکھتے ہیں:

"ماحولیاتی تنقید ماحولیاتی تصورات کا اطلاق ادب پر کرتی ہے۔ یہ انسانی ثقافت اور فطرت کے مابین رشتوں کے اس نظام کا مطالعہ کرتی ہے جو کسی ایک کی یا برتری یا اجارہ داری کے بجائے برابری اور باہمی احترام کے اصول پر قائم ہوتا ہے"۔(3)

ماحولیاتی تنقید کی داغ بیل لارنس بائل اور جونتھن نے ڈالی اور ان دونوں نے اسے یہ نام دیا۔ اسے پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا۔

1۔ عمومی سائنس 2۔ تشکیلِ نو، سائنسی شکنی 3۔ فطرت شکنی۔ نئے تصورات

4۔ ماحولیاتی مادیت (مارکسزم یا سائنس) 5۔ محیط ارض حرکیات، کرہ ارض کی آگہی

اس تنقیدی نظریے کو ایک سیاسی ہیت دی گئی ہے۔ اس کی اخلاقی، اطلاقیت اور فلسفیانہ پہلوؤں میں قدرے کم تنازعہ ہوتا ہے۔ اس کا دائرہ کار ٹیلی وژن، فنون لطیفہ اور سائنسی حکایات کی رسائیاں نظریاتی طور پر ادبی معاشرتی اور سائنسی مطالعوں سے ہوتا ہوا ادبی تنقیدی متن میں داخل ہو جاتا ہے۔ ماحولیاتی تنقید فطری دنیا کے موضوعات پر بھی بات کرتی ہے۔ ماحولیاتی ادبی تنقید، ادب اور ماحول کے تعلق کا نام ہے۔ اس میں ادب ثقافت اور ماحول کو مرکزی اہمیت حاصل ہے۔

ناصر عباس نیرّ لکھتے ہیں کہ:

"ماحولیاتی تنقید ادب اور طبعی ماحول کے ان رشتوں کا مطالعہ کرتی ہے جن کا اظہار قدیم کلاسیکی، جدید اور مابعد جدید ادب میں ہوا ہے اور ان امکانات کی طرف ہمیں متوجہ کرتی ہے کہ ادب کسی طور طبعیی ماحول کی بقاء حفاظت میں اپنا کردار ادا کر سکتا ہے"۔(4)

ماحولیاتی تنقید کی اصطلاح پہلی بار 1975ء میں ولیم رئیکرٹ نے اپنے مقالے "ادب اور ماحولیات" ماحولیاتی تنقید میں ایک تجربہ میں استعمال کی تھی مگر اس کا فروغ 1990ء کی دہائی میں امریکا میں ہوا۔ اس نظریے کے حامی باہمی احترام اور برابری کے اصول پر قائم ہیں۔ یہی چیز وہ ادب میں تلاش کرنا چاہتے ہیں جس میں کسی کی اجارہ داری نہ ہو جہاں اس پورے قدرتی نظام اور اس سے جڑی ہر شے کو برابری کی سطح پر نہ صرف دیکھا جائے بلکہ اس کی اہمیت کو بھی مانا جائے۔ یہ پورا نظام ایک زنجیر کی مانند ہے۔ ماحولیاتی تنقید ادب میں موجود فضا، ماحول، مناظرِ فطرت، ثقافت، رہن سہن کے طور طریقوں، مقامیت اور دیہی ماحل کی عکاسی بیان کرنے کے طریقے پر غور کرتی ہے۔ ماحولیاتی ادبی تنقید کی ترجیحات میں دیسی اور مقامی خصوصیات کو ادب میں تلاش کرنا، ان کو درپیش خطرات کی نشان دہی کرنا اور ان کے حل کی تجاویز پیش کرنا شامل ہے۔ اُردو ادب میں ماحولیاتی ادبی تنقید کا نظریہ اکیسویں صدی میں متعارف ہوا۔ ماحولیاتی تنقید کے تناظر میں لکھا جانے والا پہلا ناول حجاب امتیاز علی کا "پاگل خانہ" ہے۔

اس کے بعد مستنصر حسین تارڑ کا ناول بہاؤ بھی ماحولیات کے حوالے سے لکھا گیا ہے۔ 2004ء میں ارشد جمال کا ناول "پہاڑ گلی"، 2015ء میں عاطف علیم کا ناول "مشک پوری کی ملکہ"، 2017ء میں خالد فتح محمد کا ناول "کوہ گراں"، 2018ء میں صفدر زیدی کا ناول "بھاگ بھری"، 2019ء میں صادقہ خان کا ناول "دوام"، اختر رضا سلیمی کے دو ناول "جندر" اور "جاگے ہیں خواب میں"، وحید احمد کے دو ناول "مندری والا" اور "زینو"، آمنہ مفتی کے ناول "جرات رندانہ"، "پانی مر رہا ہے" اور "آخری زمانہ"۔ یہ تمام ناول ماحولیات کے فلسفے کے زیر اثر لکھے گئے۔ اس کے علاوہ قرۃ العین حیدر کا "آگ کا دریا"، "آخر شب کے ہمسفر"، شوکت صدیقی کا "خدا کی بستی" اور "جانگلوس" اور انتظار حسین کا "بستی" شامل ہیں۔

اب ہم مستنصر حسین تارڑ کے ناول "بہاؤ" کا ماحولیاتی تنقید کے حوالے سے تجزیہ کریں گے۔ اُردو میں کسی ناول نگار کو فطرت، مقامیت اور ماحولیات کی مثال کہا جاسکتا ہے تو وہ مستنصر حسین تارڑ ہیں۔ مستنصر حسین تارڑ کے سامنے حجاب امتیاز علی، شوکت صدیقی اور انتظار حسین تک فطری اور ماحول اساس روایت موجود تھی۔ مستنصر نے روایت سے انحراف نہیں کیا لیکن اپنی الگ راہ ضرور نکالی۔ اس نے فطرت کے ظاہر اور باطن دونوں کا عمیق مشاہدہ کیا اور اسے جدید عہد کی حسیت سے ہم آہنگ کیا ہے۔ مستنصر کی انفرادیت یہ ہے کہ انہوں نے فطرت کے تینوں رجحانات فطرت، مقامیت اور ماحولیات کو بیک وقت اپنے تخلیقی تجربے سے آمیز کر کے اُردو نثری روایت کو ایک نئی جہت دی ہے۔ مستنصر فطرت کے ساتھ جمالیاتی اور فلسفانہ ہر دو طرح کا رشتہ استوار کرتے ہیں۔

جمالیاتی ربط کی سطح پر مستنصر حسین تارڑ کے ناولوں میں بالعموم ظاہر ہوئی ہے جو فطرت مناظر یا موسموں سے متعلق ہیں۔ ان کی تحریروں کی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں فطرت کو کسی انسانی جذبے کا ترجمان بنا کر پیش نہیں کیا گیا۔ فطرت کو مقصود بالذات کے بجائے ذریعہ خیال کیا جاتا ہے مگر جمالیاتی فاصلہ قائم کر کے فطرت بطور لسانی نشان کی لسانی حرمت کا خیال کیا جاتا ہے۔ اس کو مقصود بالذات سمجھا جاتا ہے اور اس کی اصل اور روح تک پہنچنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مستنصر حسین تارڑ کی ادبی زندگی کا آغاز سفر نامے سے ہوا۔ سفر نامے میں کامیابی کے بعد وہ ناول نگاری کی طرف آئے۔

" مستنصر حسین تارڑ نے گزشتہ برسوں میں بطور ناول نگار کے جو شہرت حاصل کی ہے اور ہر طبقہ قارئین سے جو داد وصول کی ہے، اس کی روشنی میں یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو گیا ہے کہ ان کی ذات کا معتبر حوالہ کیا ہے۔ سفر نامہ یا ناول؟ اکیسویں صدی میں اگر ان کے فن کا جائزہ لیا جائے تو ہمیں ناول کا پلڑا بھاری دکھائی دیتا ہے"۔(5)

"بہاؤ" مستنصر حسین تارڑ کا ایسا ناول ہے جسے بی بی سی نے کلاسیک قرار دیا ہے اور بیسویں صدی میں لکھے جانے والے دس بہترین ناولوں میں ایک ہے۔ اس میں وادی سندھ کی قدیم تہذیب کو بیان کیا گیا ہے۔ بہاؤ میں تاریخ، علم البشریات، لسانیات، عمرانیات ایک مخصوص خطے کا بنتا بگڑتا جغرافیہ دکھایا گیا ہے۔

ناول کے عنوان اور موضوع میں اس قدر مماثلت ہے کہ دونوں کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ اس میں دریا کے پانی کا بہاؤ، زندگی اور متعلقات زندگی کا بہاؤ اور لوگوں کے آنے جانے کا بہاؤ موضوع بحث ہے۔ بہاؤ ناول ایک معدوم ہوتی اور مٹتی ہوئی تہذیب کی آخری آواز ہے۔ یہ ایک ایسے دریا کی کہانی ہے جو آہستہ آہستہ خشک ہو رہا ہے۔ اور دریا کے کنارے آباد لوگ پریشان ہیں کہ دریا سوکھ رہا ہے جس سے ان کی زندگی خطرے میں ہے۔ لوگ پریشان تھے کہ ان کی فصلیں، جانوروں اور خود کو پانی کے بغیر کیسے جی پائیں گے۔

"دھکڑ دھکڑ کی آوازیں دور ہو رہی تھی اور ہولے ہولے دور ہو گئیں۔ سروٹوں کے اوپر دھول اُٹھ رہی تھی۔ پاروشنی نے ایک بار پھر پانی کے بہاؤ پر اپنا کان لگایا اور اُدھر دیکھا جدھر سے جھاگ آیا کرتی تھی اور جدھر سے دریا کے بولنے کی آواز آنی چاہئے تھی"(6)

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اُن میں پانی کے آنے کا کس شدت سے انتظار تھا۔ وہ پانی نہ آنے پر کتنے اداس، پریشان اور غم زدہ تھے مگر اس سب کے باوجود وہ نا امید نہیں تھے۔

"بہاؤ" اُردو زبان میں ماحولیاتی تبدیلیوں پر لکھا جانے والا ناول ہے۔ ناول کا آغاز ہی ایک پرندے کی چولستان میں زندگی کی طرف پرواز سے ہوتا ہے جس سے اپنے خطے میں پانی ختم ہو جاتا ہے۔ اپنی زندگی بچانے کے لئے یہ پرندہ اب پانی ڈھونڈتا ہے اور اسی جدوجہد میں اس کی ہمت جواب دے جاتی ہے اور وہ دریائے گھاگرا کے کنارے زمین پر گرتا ہے۔

"پاروشنی نے اُسے ایک ہاتھ سے اُٹھایا اور دوسرے سے اُس کی کھلی چونچ میں پانی ٹپکاتے ہوئے کہا تم بھی اس جھیل پر مرنے کے لئے آگئے ہو؟"

پرندے نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ مرچکا تھا"۔(7)

بستی کے لوگ اِدھر اُدھر سے اُڑ کر اس جھیل پر آنے والے پیاسے پرندوں کو روز مرتا دیکھ رہے ہوتے ہیں لیکن وہ یہ نہیں سوچ رہے ہوتے کہ آس پاس کے علاقوں میں پانی ختم ہو رہا ہے جس کی وجہ سے یہ پرندے دریا کے کنارے گر کر مر رہے ہیں تو ایک دن ہمارے علاقے میں دریائے گھاگرا کا پانی خشک ہو سکتا ہے۔ ناول کے اگلے حصے میں گلیشئرز میں سے برف پگھلنے سے ایک بوٹے کے سفر کا احوال ہے جو پانی سے سفر کر کے دریائے گھاگرا میں نہاتی پاروشنی کے بدن کو چھوتا ہے جس سے پاروشنی کو اندازہ ہوتا ہے بڑے پانی سیلاب آنے کو ہیں۔

کافی سال بعد جب گلیشئرز پر برف کے تودے ٹوٹنے سے پانی کا رخ تبدیل ہو جاتا ہے تو پانی کم ہونے سے بوٹا میدانی علاقوں میں جانے کی بجائے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس بار کم پانی میں نہاتی پاروشنی بوٹے کی ٹوٹ پھوٹ سے یہ اندازہ لگا لیتی ہے اب بڑے پانی کبھی نہیں آئیں گے۔

ان تمام ماحولیاتی تبدیلیوں کے باوجود لوگ نئے علاقوں کی طرف نکلنے کی بجائے یہیں رہنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ ناول کے ہیرو سمرو کو بھی اس بات کا احساس ہے کہ پانی کم ہو رہا ہے۔ وہ بستی والوں کو پیغام بھی دے رہا ہوتا ہے مگر اس کی بات کو اہمیت نہیں دی جاتی۔

ایک دن واقعی یہ سچ ہو جاتا ہے۔ دریا خشک ہو جاتے ہیں۔ ناول میں دریا گھاگرا میں سال کے مختلف اوقات میں پانی کے بہاؤ اور سطح کو بیان کیا گیا ہے۔ دریا خشک ہونے کے ساتھ ساتھ جنگل اور پودے بھی کم ہو رہے ہوتے ہیں۔ بستی کے لوگ یہ سب دیکھتے ہیں لیکن عملی اقدام نہیں کرتے۔ انہیں ماحولیاتی تبدیلی کا بھی احساس ہو رہا ہوتا ہے۔

"کہیں ایسا تو نہیں کہ ہماری بستی میں اب گرمی بڑھتی جا رہی ہے اور وہ پانی کو سکھاتی ہے۔ پر نہیں۔ رت کیسے بدل سکتی ہے؟"(8)

ناول بہاؤ میں دریا کے کنارے بستیوں، جنگلات اور سبزے کے نظام اور ان میں بسنے والے جانوروں پرندوں اور حشرات تک کو ایک ایکو سسٹم بناتے ہوئے دکھایا گیا ہے جو ایک دوسرے پر گزارہ کر رہے ہوتے ہیں۔ مردہ انسانوں اور جانوروں کا گوشت پرندے اور حشرات کھاتے ہیں۔ انسان درختوں، پودوں پر پل رہے ہوتے ہیں۔ یہ ایکو سسٹم ماحولیاتی تبدیلی کی وجہ سے بگڑتا ہے تو سب کچھ تباہ ہو جاتا ہے۔

حوالہ جات

1۔ ناہید قاسمی، "جدید اُردو شاعری میں فطرت نگاری"، انجمن ترقی اُردو، کراچی، 2002ء، ص2

2۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، قومی انگریزی اُردو لغت، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، 1994ء، ص20

3۔ اورنگ زیب نیازی، ماحولیاتی تنقید پس منظر و آغاز، امتیازات، مشمولہ بنیاد، جلد 10 لاہور، گرمانی مرکز زبان و ادب، 2019ء، ص16

4۔ ناصر عباس نیئر، حرف اول۔ مشمولہ ماحولیاتی تنقید نظریہ و عمل (منتخب مضامین)، (مترجم) اورنگ زیب نیازی، اُردو سائنس بورڈ، لاہور، 2019ء، ص5

5۔ غفور شاہ قاسم، ڈاکٹر، "پاکستانی ادب کے معمار"، مستنصر حسین تارڑ۔ شخصیت و فن، پاکستان اکادمی ادبیات، ص155

6۔ مستنصر حسین تارڑ، "بہاؤ"، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور، 2009ء، ص21

7۔ ایضاً، ص8

8۔ ایضاً، ص51